بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ رمضان میں نصرۃ کا حصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مسلم افواج خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں

تحریر: مصعب عمیر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرماتے ہیں، وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ "ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے" (آل عمران:126)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ "اگر اللہ تمھاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمھیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمھاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے" (آل عمران:160)۔ یہ آیات اُن ایمان والوں کو، جن کی آنکھیں اللہ کی آیات پڑھتے ہوئے بھیگ جاتی ہیں، یہ یقین دہانی کراتی ہیں کہ اس امت کے پاس جو سب سے زبردست ہتھیار ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد اور نصرۃ کا وعدہ ہے۔ جی ہاں ،یقیناً، مسلم افواج جو اپنے رب کے حکم کے مطابق اس قدر تیاری کرتی تھیں کہ دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب اور خوف قائم ہو جائے، چاہے اس کے لیے انھیں میزائل بنانے پڑیں یا طاقتور بحریہ یا فضائیہ تیار کرنی پڑے لیکن وہ کامیابی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی دعا اور اسی پر انحصار کرتی تھیں۔ یقیناً افواج کی قیادت اپنے دشمن پر قابو پانے کے لیے زبردست منصوبہ بندی کرتی تھی لیکن وہ کامیابی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتی تھیں کہ وہ ان کے منصوبوں کو کامیاب بنائے۔ یقیناً مسلم افسران کو ایک ریاست کی سرپرستی حاصل تھی جو اللہ کے دین اسلام کو نافذ کر رہی تھی اور جس نے امت کو خلافت کے جھنڈے تلے یکجا کر رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے اللہ ہی پر بھروسہ کرتی تھیں۔

لہٰذا مسلم افواج دن میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتی تھیں اور اللہ سے کامیابی کے حصول کے لیے راتوں کو قیام کرتی تھیں تاکہ وہ اللہ کا قرب حاصل کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایمان والوں کی آنکھیں، کان اور ہاتھ بن جائیں۔ ایمان کی یہ قوت زبردست فوجی صلاحیتوں کے ساتھ مل کر ایک ایسی قوت میں ڈھل جاتی تھی کہ جس کے نتیجے میں مسلم افواج ایسی ایسی کامیابیاں حاصل کرتی تھیں جن کے متعلق کفار سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اس طرح دشمن کفار کی افواج یہ سمجھنے لگیں کہ یہ انسانوں کی نہیں بلکہ جنوں کی فوج ہے جن کا خون سرخ نہیں بلکہ نیلا ہے۔ اور کافر افواج کے جرنلز صدیوں تک مسلمانوں کی فوجی صلاحیتوں پر رشک کرتے تھے یہاں تک کہ جرمنی کی افواج کے جنرل رومیل نے کہا کہ میدان جنگ میں اس کی کامیابی کا خفیہ نسخہ خالد بن ولید کی فوجی منصوبہ بندیاں اور چالیں ہیں۔

تو آج ہماری افواج رمضان کے مہینے میں کس قسم کی کامیابی کی جستجو کرتی ہیں؟ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمتوں کے خزانے کھول دیتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، روزے رکھے جاتے ہیں، تراویح پڑھی جاتی ہے اور اُس رات میں عبادت نصیب ہوتی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے! یہ رمضان کا ہی مہینہ تھا جس کے دوران اس امت نے عظیم ترین کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں افواج کا سب سے طاقتور ہتھیار، یعنی اللہ پر ایمان، اپنی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ امت کے گزرے ہوئے تمام ادوار میں اس مسئلے کی انتہائی اہمیت کو اس رمضان 1437 ہجری میں سمجھنا بہت ضروری ہے۔ آج امت کی افواج کی تعداد 60 لاکھ سے بھی زائد ہے یہاں تک کہ اپنے بدترین دشمنوں کی افواج سے بھی کئی گنا زیادہ۔ جہاں تک ہتھیاروں کا تعلق ہے تو ہماری افواج کے پاس ٹینک، جنگی ہوائی جہاز، جنگی بحری جہاز یہاں تک کے ایٹمی صلاحیت بھی موجود ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود امت دشمنوں میں گھری ہوئی ہے چاہے وہ فلسطین میں ہو یا شام میں، افغانستان میں ہو یا کشمیر میں۔ یہ دشمن نہ تو بوڑھوں کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عورتوں، بچوں کا، یہاں تک کے جانوروں اور درختوں تک کو تباہ وبرباد کر دیتے ہیں۔ یہی وقت ہے کہ امت کے بیٹے، چاہے ان کا تعلق افواج سے ہو یا وہ عام شہری ہوں، لازماً رمضان کو ایک بار پھر مسلمانوں کے لیے کامیابی کا مہینہ بنانے کے لیے سوچیں اور کام کریں۔

17 رمضان 2 ہجری غزوہ بدر کے متعلق کیا خیال ہے؟ مسلم افواج کے پہلے اور سب سے بہترین کمانڈر، رسول اللہ ﷺ، جو تمام انبیأ کے سردار ہیں، کے متعلق سوچیں جو مسلمانوں کو عربوں کے سب سے طاقتور قبیلے قریش کے خلاف بدر کے مقام پر مسلمانوں کو زبردست کامیابی دلاتے ہیں۔ سوچیں اپنے بہادر آباؤ اجداد کے متعلق کہ میدان جنگ میں ان کی کتنی تعداد تھی، اپنے دشمن کے مقابلے میں کس قدر اسلحہ کی قلت تھی کہ وہ باری باری زرہ بکتر پہنتے تھے۔ ان کا دشمن تعداد میں ان سے تین گنا زیادہ تھا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وہ اپنے دشمن کے سامنے، جسے جنگیں لڑنے کا نسلوں کا تجربہ حاصل تھا، ایک مضبوط و متحد فوج کی طرح لڑے۔ اس وقت کو یاد کریں جب رحمت اللعالمین، رسول اللہ ﷺ نے معمولی سے معمولی جزیات کو سامنے رکھتے ہوئے میدان جنگ میں افواج کی صف بندی کی اور پھر اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا مانگی جیسے ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے اور اللہ سے کامیابی کی دعا کی۔ تو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کیا مثال ہو سکتی ہے کہ صرف اللہ ہی ہے جس کے اختیار میں کامیابی ہے جیسا کہ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اعلان کیا کہ، وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا

اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ "جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمھاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے، اس لیے اللہ ہی سے ڈرو! تاکہ تمھیں شکر گزاری کی توفیق ہو"(آل عمران:123)۔

20رمضان 8ہجری کو مکہ فتح ہوا۔ ایک ایسے وقت میں جب رسول اللہ اسلام کی دعوت کو جزیرۃ العرب سے باہر پھیلانے کے لیے عملی اقدامات اٹھا رہے تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو جزیرۃ العرب میں اپنے سب سے بڑے دشمن قریش مکہ پر فتح نصیب فرمائی۔ فتح مکہ نے جزیرۃ العرب میں بسنے والے دیگر عرب قبائل پر ان کے اثرورسوخ کا خاتمہ کر دیا جس کے نتیجے میں پورے جزیرۃ العرب میں اسلام کی دعوت میں حائل تمام روکاوٹیں دور ہو گئیں اور اسلامی ریاست بہت تیزی سے پھیلنے لگی۔ رسول اللہ کی قیادت میں دس ہزار مسلمانوں نے روزے کی حالت میں مکہ کی جانب سفر شروع کیا یہاں تک کہ وہ القدید پہنچ گئے۔ ابو سفیان کو اس بات کا موقع فراہم کیا گیا کہ وہ مختلف قبائل کو دیکھ سکے جو اب اسلامی ریاست کے جھنڈے تلے متحد ایک سخت جان اور جنگجو فوج میں تبدیل ہو چکے تھے۔ اس نظارے کو دیکھ کر ابوسفیان اتنا مایوس ہوا کہ اسے شکست کا یقین ہو گیا۔ اور پھر کس طرح مسلمانوں نے ایک منظم منصوبے کے تحت، اللہ کی مدد کے ساتھ اپنے دشمن کو ایک ہی دن میں بغیر کسی لڑائی کے شکست سے دوچار کر دیا۔ توحید کی شمع کو مسلمانوں کے دلوں میں روشن اور مستحکم کرنے کے بعد فتح مکہ ایک اہم ترین کامیابی تھی جس کے بعد جزیرۃ العرب سے باہر کے علاقے بھی اب اسلامی ریاست کے زیر سایہ آنے کے لیے تیار تھے۔ فتح مکہ کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ، إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا "جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی اور لوگ جوق در جوق اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں داخل ہونے لگے"(النصر:1-2)

رسول اللہ کی رحلت کے بعد بھی امت نے اپنی افواج کو اسلام کی روشنی سے منور کیے رکھا۔ وہ رسالت کے حوالے سے اپنی ذمہ داری سے اچھی طرح واقف تھے کیونکہ رسول اللہ صرف کسی ایک زمانے یا کسی ایک قوم کے رسول نہ تھے بلکہ وہ تمام لوگوں کے لیے اور رہتی دنیا تک کے رسول تھے۔ لہٰذا مسلمانوں نے رمضان کی برکت سے فائدہ اٹھایا اور آنے والی کئی صدیوں تک اپنے دشمنوں پر کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔ نہ صرف یہ کہ رسول اللہ کے جانے کے بعد بلکہ صحابہ اور تابعین کے جانے کے بعد بھی کئی صدیوں تک مسلمان اس مبارک مہینے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کامیابی مانگتے رہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کامیابیاں عطا کرتا رہا۔

اندلس کی سرزمین 28رمضان 92ہجری میں اسلامی سلطنت کا حصہ بنی۔ خلیفہ الولید کی ہدایت پر موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو اسپین کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ طارق بن زیاد کی قیادت میں سات ہزار کی فوج نے شمالی افریقہ سے سمندر کو پار کیا اور پہاڑی پر واقع قلعے کو فتح کیا۔ یہ پہاڑی بعد میں "جبل الطارق" کے نام سے مشہور ہوئی۔ پھر اس نے جنوبی اسپین میں پیش قدمی کی۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر بھی اس مہم میں شامل ہو گئے اور ایک بڑی فوج کے ساتھ طریفہ پر اترے اور سویلی اور کارمونہ کو فتح کیا۔

صلیبی جنگوں کے دوران جنگ حتین بھی ماہ رمضان کے دوران 584ہجری (1187 عیسوی) میں پیش آئی۔ کرک کے عیسائی بادشاہ نے 1187عیسوی میں، جس کو ارنات کہا جاتا تھا، مسلمانوں کے ایک قافلے پر حملہ کیا جو حج کے لیے جا رہا تھا۔ اس نے بے رحمی کا مظاہرہ کیا اور مردوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور عورتوں کی بے حرمتی کی۔ حاجیوں کو قتل کرتے ہوئے ارنات نے کہا کہ "جاؤ محمد سے مدد مانگو اگر وہ تمھاری مدد کر سکتا ہے"۔ جب اس واقع کی خبر صلاح الدین ایوبی کو پہنچی تو غصہ کے باوجود اس نے بادشاہ ارنات کے نام ایک نرم پیغام بھیجا۔ خط میں صلاح الدین نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ معاہدہ امن کی پاسداری کرے، تمام قیدیوں کو رہا کر دے اور جو کچھ لوٹا ہے اسے واپس کر دے۔ لیکن بادشاہ ارنات نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ عیسائیوں نے حتین کے مقام پر 50ہزار کی فوج جمع کی۔ عیسائیوں کی قیادت یروشلم، کرک اور تریپولی کے بادشاہوں نے کی لیکن انھیں عبرت ناک شکست ہوئی۔ عیسائیوں کے کئی شہزادوں اور نائٹس کو قیدی بنا لیا گیا۔ یہ اللہ کا فیصلہ تھا کہ صلاح الدین بادشاہ ارنات سے ٹکرائے جس نے حاجیوں کا قتل عام کیا تھا۔ بادشاہ ارنات کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے سے قبل صلاح الدین نے اس سے کہا کہ وہ اسے اس لیے قتل کر رہا ہے کہ اس نے رسول اللہ کی شان میں گستاخی کی تھی اور معصوم مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔

تاتاریوں کی یلغار کے خلاف عین جالوت کا معرکہ بھی مسلمانوں کے لیے ایک انتہائی زبردست کامیابی پر ختم ہوا۔ یہ ٹکراؤ رمضان 658ہجری (1260عیسوی) میں ہوا تھا۔ 656ہجری کے اواخر میں تاتاریوں نے اسلامی خلافت کے خلاف ایک زبردست مہم شروع کی، جس کے نتیجے میں دارالخلافہ بغداد پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا، خلیفہ معتصم باللہ کو قتل کر دیا گیا اور اسلامی ریاست کے دو تہائی حصے پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کے آخری مضبوط علاقوں، مصر اور مراکش کی جانب بڑھتے ہوئے تاتاریوں نے مصر کے امیر، محمود سیف الدین قدز کے نام ایک دھمکی آمیز خط بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ "ہم نے تمھاری زمینوں کو تباہ، بچوں کو یتیم، لوگوں کو قتل، عورتوں کی عزتوں کو تار تار اور ان کے سرداروں کو قید کر لیا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ہم سے بچ سکو گے؟ کچھ ہی عرصے میں تم جان جاؤ گے کہ تمھاری جانب کیا آ رہا ہے۔۔۔"۔ سیف الدین قدز نے ایک سخت جواب دیا۔ اس نے تاتاری وفد کو قتل کر دیا اور ان کی

لاشوں کو شہر میں لٹکا دیا جس کے نتیجے میں جہاں ایک طرف اس کی فوج اور رعایا کی ہمت میں اضافہ ہوا تو دوسری جانب دشمن، ان کے جاسوس اور ان کے ہمدرد خوفزدہ ہو گئے۔ اس عمل نے جہاں مسلمانوں میں جوش وخروش پیدا کر دیا وہیں تاتاریوں کو یہ احساس بھی ہوا کہ وہ ایک ایسے سربراہ کا سامنا کرنے جا رہے ہیں جس کا تجربہ انھیں اس سے قبل کبھی نہیں ہوا ہے۔ قدز نے مسلمانوں کو جنگ کے لیے تیار کیا۔ اس کی قیادت میں مسلمانوں نے ایمان، اتحاد اور ضروری ساز وسامان کے ساتھ دشمن کا سامنا کرنے کی تیاری کی۔ قدز نے علمأ اور حکمرانوں کی مدد طلب کی کہ وہ اسلام کے دفاع اور اسلامی سرزمینوں کی آزادی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ پھر جمعہ 25 رمضان 658 ہجری کو مسلمانوں نے عین جالوت کے مقام پر اپنے دشمن کا سامنا کیا۔ قدز نے میدان جنگ میں مسلمانوں کی قیادت کی۔ جنگ کی ابتدا میں تاتاریوں کو برتری حاصل ہو گئی۔ اس صورتحال کو دیکھ کر قدز ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، اپنا لوہے کا خول سر سے اتار پھینکا اور چلائے "وا اسلامہ، وا اسلامہ"، افواج کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہنے اور ان سے جنگ کرتے رہنے کی ترغیب دی۔ قدز کے سرخ چہرے، اس کی تلوار کی پھرتیوں اور دشمنوں سے بھڑتا دیکھ کر مسلمانوں میں ہمت پیدا ہوئی اور مسلم افواج نے جنگ کا پلڑا اپنے حق میں پلٹ دیا اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک تاتاری فوج تتر بتر ہو کر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نہیں گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ تاتاریوں نے جب دیکھا کہ مشرق میں ان کی طاقت کمزور پڑ رہی ہے اور مسلمان دوبارہ طاقت پکڑ رہے ہیں تو وہ اپنے آبائی علاقوں کی جانب بھاگ گئے جس کے نتیجے میں قدز کے لیے شام (موجودہ شام، فلسطین، لبنان وغیرہ) کو آزاد کروانا آسان ہو گیا اور ایک ہفتے میں اس مقصد کو حاصل کر لیا۔

اب اصل اور بنیادی سوال یہ ہے کہ کس طرح رمضان کے مہینے کو ایک بار پھر اس کا اصل مقام واپس دلوایا جائے یعنی کہ اس کو ایک بار پھر وہ مہینہ بنایا جائے جب مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول □ کے دشمنوں کے خلاف فتوحات نصیب ہوتی تھیں۔ آج آخر وہ کیا چیز ہے جو مسلم افواج کو زخمی مردوں، بے عزت کی گئی عورتوں اور یتیم بچوں کی چیخ وپکار بھی حرکت میں آنے پر مجبور نہیں کرتی؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ □ کی توہین کی جائے اور اس کا منہ توڑ جواب نہ دیا جائے اور اس کے نتیجے میں کفار بار بار یہ شیطانی کام کرنے کی جسارت کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں پر اسلام کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کی جا رہی اور ان کے حکمران خوف خدا رکھنے والے اور رسول اللہ □ سے محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ آج مسلمانوں پر غدار حکمران مسلط ہیں جو مسلمانوں کے دشمنوں کی خدمت کرتے ہیں اور اسلام کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے۔ آج یہ غدار دشمنوں کے نمائندوں کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان سے احکامات وصول کرتے ہیں جبکہ انھیں اس قدر مضبوطی سے انکار کرنا چاہیے کہ دشمنوں کے تخت ہل جائیں۔ ان غداروں کا شام، فلسطین، عراق، کشمیر اور افغانستان سے مسلمانوں کی آتی چیخ وپکار پر ردعمل یہ ہوتا ہے کہ یہ اپنی افواج کو بیرکوں میں بند کر دیتے ہیں اور اپنے کافر آقاؤں کے احکامات کا انتظار کرتے ہیں تاکہ ان مسلم افواج کو کفار اور ان کے لوگوں کے مفادات کی تکمیل میں مدد کے لیے دنیا میں کسی بھی جگہ پر بھیج دیا جائے۔ افواج میں موجود مخلص افسران پر فرض ہے کہ وہ خلافت کے فوری قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں۔ صرف خلافت کے قیام کی صورت میں ہی مسلم افواج اسلام کی رسالت کو پوری دنیا تک پہنچانے کے اپنے شاندار ماضی کو واپس لا سکیں گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الأَشْهَادُ "یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے" (غافر: 51)